یومِ آزادی اور سیاسی فضا

پروفیسر خالد شبیر احمد

۱۴؍اگست کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا۔ یوم آزادی کے موقع پر ایک طرف جشن آزادی پورے جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا تو دوسری طرف بعض سیاسی جماعتیں حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک چلانے میں مصروف ہیں۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس ملک سے ارباب بست وکشاد جن میں حزب اقتدار و حزب اختلاف دونوں شامل ہیں کس انداز اور کس طرح اس ملک کی سیاسی زندگی میں خود اپنے ہی کردار و اعمال سے نفاق وافتراق کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کر رہے ہیں۔ دونوں اپنے آپ کو سچا اور دوسرے کو جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ اس طرح نفاق وافتراق کی آگ کے لیے اتنا ایدھن اکٹھا کر رہے ہیں کہ آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔ تمام سیاسی جماعتیں اس اختلاف سے کیا حاصل کریں گی، ملک کو کیا فائدہ اور کیا نقصان ہوگا، اس کے تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے۔ ہر صاحب شعور و ہر حب الوطنی کا جذبہ رکھنے والا اسی قدر پریشان نظر آتا ہے کہ اس کی پریشانی کو الفاظ کے سانچے میں لانا ہی سرے سے مشکل امر ہو کے رہ گیا ہے۔

تحریک پاکستان میں کس جذبے کے ساتھ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے حصہ لے کر، ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو ووٹ دے کر پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس کے بعد جو کچھ قتل و غارت کی صورت میں سامنے آیا وہ بھی ایک ہولناک داستان ہے جسے قلم کے سپرد کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ قیام پاکستان کو لگ بھگ ۷۰ برس ہو گئے اور ہم اب اس ہولناک خلفشار وافتراق کا شکار ہیں۔ عوام اپنی زبان حال سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں:

بے حالئ حیات پر کیا تبصرہ کریں — تھے رہزنانِ وقت، بنے ہیں جو رہبر
بدلے نہ روز و شب میرے بدلا نہ رنگ زیست — ویران ہے چمن تو ہر اک شاخ بے ثمر
فہم و شعور و شوق کی دنیا ہی لٹ گئی — ماتم کدہ سا بن گیا اپنا یہ سارا گھر
مہر و وفا صبر قناعت ہے اب کہاں — حرص و ہوس کی آگ میں جلتے ہیں بام و در

اس ساری صورت حال میں کبھی کبھی قرآن پاک کی ان آیات کا تصور بھی میرے ذہن پر ابھرتا ہے جو قومیں بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کوئی نعمت مانگتی، جس طرح ہم نے لا الہٰ الا اللہ کے نعرے لگا کر اللہ تعالیٰ سے پاکستان کی نعمت مانگی اور عہد بھی کیا کہ اے اللہ! اگر تو ہمیں الگ ملک دے گا تو اس پر تیرا قانون نافذ کر کے تیرے احکامات کی مطابقت میں زندگی بسر کریں گے۔ ایسی کئی قوموں کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اونٹنی

کی نعمت مانگی، جس کی بعد میں بے حرمتی کی گئی، تو پھر قوم کا کیا حشر ہوا۔ اسی طرح بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے کیا کیا نعمتیں مانگی اور اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نعمتیں انھیں مہیا نہ کی لیکن بنی اسرائیل نے بھی ان نعمتوں کی قدر نہ کی اور اس کے بعد ان کا کیا حشر ہوا۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ان کو نعمتون سے نوازا، انھوں نے ان نعمتوں کی قدر نہ کی اور نیک اعمال سے منہ پھیر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انھیں صرف ایک سزا دی اور وہ سزا یہ تھی کہ ہم نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔

کیوں اس لیے کہ انھوں نے اپنا عہد پورا نہ کیا اور میری طرف سے دی گئی نعمتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ پھر قرآن پاک میں ان عذابوں کا ذکر بھی ہے کہ کس قوم پر کونسا عذاب نازل کیا گیا۔

نفاق وافتراق، اتحاد واتفاق کی ضد ہے۔ اتفاق واتحاد سے مسائل حل ہوتے ہیں اور نفاق وافتراق سے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور پھر معاملہ یہیں تک ہی نہیں رہتا بلکہ ایسی قوم کو اللہ تعالیٰ عذاب میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔ اس وقت ہماری جو صورت حال ہے یہ بھی عذاب کی ہی ایک شکل ہے۔ کاش ہمیں اس کا احساس ہو جائے اور ہم نفاق وافتراق کو چھور کر اتحاد واتفاق کی طرف لوٹ آئیں کہ اس میں ہماری فلاح کا راز مضمر ہے۔

میری نگاہِ شوق میں تھے چاہتوں کے خواب — لیکن نصیب میں تھا رکھا درد و اضطراب
میں نے تو دل جلایا کہ روشن ہوں بام و دَر — افسوس شب گزیدہ رہا میرا آفتاب

❁ ❁ ❁